مولانا ظفر احمد اعظمی ایم اے، فاضل دیوبند

علوم قرآن منزل بہ منزل

علوم قرآن سے مراد وہ تمام علوم ہیں جن کا تعلق قرآن کریم سے ہے جیسے علم تفسیر علم قرأت، اسباب نزول و شانِ نزول کی معرفت، ناسخ و منسوخ کا علم، مکی و مدنی سورتیں، نزولِ قرآن میں سورتوں و آیتوں کی ترتیب، جمع قرآن اور اس کی کتابت اعجازِ قرآن وغیرہ وغیرہ، امور موجودہ زمانہ میں مستشرقین کے اعتراضات جو وحی اور قرآن پر ہیں ان کے جوابات، یہ سب بھی علوم قرآن کے اندر داخل ہوں گے، اس طرح علوم قرآن کا دائرہ بہت وسیع ہو جائے گا۔

لیکن یہ علم کب وجود میں آیا اور کن مراحل سے گذرتا ہوا ہم تک پہنچا اس کو جاننے کے لیے نزولِ قرآن کے وقت سے اب تک کے تمام ادوار کا مطالعہ بہت ضروری ہے، اس پورے زمانے کو پہلے ہم دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں (۱) دورِ تمہید (۲) دور تدوین اور اس کے مختلف مراحل۔

دورِ تمہید قرآن کریم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے جمع کرنے اور بیان کرنے کی ذمہ داری لے لی گئی۔

إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ
(قیامہ پ ۲۹)

بے شک ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کر دینا اور اس کا پڑھوانا، تو جب ہم اسے پڑھنے لگیں تو آپ اس کے تابع ہو جایا کیجئے، پھر اس کا بیان کرا دینا بھی ہمارے ذمہ ہے۔

صحابۂ کرام صحیح عربیت کا ذوق رکھنے کی وجہ سے قرآن کے مطلب، اوامر و نواہی کو اچھی طرح سمجھتے تھے، وہ یہ بھی جانتے تھے کہ آیت کا شان نزول کیا ہے اور کس واقعہ پر قرآن کی کون سی آیت نازل ہوئی، انہیں جب کسی آیت کے سمجھنے میں دشواری ہوتی تو وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتے اور آپ سے اس کی تفسیر معلوم کرتے چنانچہ جب قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی۔

الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانهم بظلم اولئك لهم الامن وهم مهتدون (انعام ۸۲)

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے مخلوط نہیں کیا، ایسوں ہی کے لیے تو امن ہے

تو صحابۂ کرامؓ کو تشویش ہوئی اور کہا ایمانهم بظلم نفسه ہم میں کون ہے جس نے اپنے اوپر ظلم نہیں کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظلم سے مراد شرک باللہ ہے، چنانچہ قرآن کی دوسری آیت میں ہے اِنَّ الشِّرکَ لظلمٌ عظیمٌ بلاشبہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

اس طرح عہد رسالت اور عہد صحابہ میں علوم قرآن کی تدوین کی کوئی حاجت نہیں تھی، پھر یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت ناخواندہ تھی، کہ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے اور ان کے علم کا سارا دارو مدار قوت حافظہ پر تھا، نیز یہ بات بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کو قرآن کے علاوہ دوسری چیزوں کے لکھنے سے منع کر دیا تھا کہ مبادا قرآن کے ساتھ کسی دوسری چیز کا اختلاط ہو جائے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

لا تکتبوا عنی ومن کتب عنی غیر القرآن فلیمحه وحدثوا عنی ولا حرج ومن کذب علیّ متعمدا فلیتبوا مقعده فی النار۔ میری طرف سے قرآن کے علاوہ دوسری چیزوں کو مت لکھو جس نے قرآن کے علاوہ مجھ سے کچھ لکھا ہے تو اس کو مٹا دے، میری طرف سے بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور جس نے قصداً میری طرف سے جھوٹ کہا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

اس طرح عہد رسالت میں علوم قرآن کا دارو مدار ایک دوسرے سے تلقی اور سماع پر رہا، ابتدائی تدوین قرآن عہد صدیقی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے ہوا، پھر جب حضرت عثمانؓ کے زمانۂ خلافت میں عرب عجم کا اختلاط زیادہ ہوا تو انہوں نے اسی مصحف صدیقی کی مختلف نقلیں کرا کے مختلف ملکوں کو روانہ کر دیں، اور یہ حکم بھی جاری فرما دیا کہ اس کے علاوہ جو قرآن کے نسخے ہوں انہیں جلا دیا جائے، مبادا امت میں اس کی وجہ سے اختلاف پیدا ہو، یہ حضرت عثمانؓ کی فراست ایمانی تھی جو کہ انہوں نے یہ حکم دیا۔

ہمارے موضوع سے متعلق یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کتابت کے سلسلے میں بعض بنیادی چیزیں بتائیں، جنہیں بعد میں چل کر علم رسم قرآن یا علم رسم عثمانی کے نام سے موسوم کیا گیا، اسی طرح پر حضرت عثمانؓ کو علم رسم قرآن کا مؤسس یا واضع کہا جا سکتا ہے، نیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابو الاسود الدولی (متوفی سنہ ۶۹ھ) کو عربی زبان کی سلامت وصحت کے لیے بعض قواعد کو مرتب کرنے کو کہا تو اس بنا پر حضرت علیؓ کو علم اعراب قرآن کا مؤسس کہا جا سکتا ہے۔

اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ علوم قرآن کے واضعین اور مؤسسین میں مندرجہ ذیل حضرات ہیں۔

(۱) خلفائے اربعہ، ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ، زید بن ثابتؓ، ابی بن کعبؓ، ابو موسی اشعریؓ اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم، صحابۂ کرام میں سے۔

(۲) مجاہد، عطاء بن یسار، عکرمہ، قتادہ، حسن بصری، سعید بن جبیر، اور زید بن اسلم رحمہم اللہ یہ سب تابعین میں سے ہیں۔
(۳) اور تبع تابعین میں سے حضرت مالک بن انس کو کہا جا سکتا ہے، جنہوں نے حضرت زید بن اسلم سے یہ علم حاصل کیا۔

یہ تمام حضرات ان علوم کے بانی اور مؤسس ہیں جنہیں اب ہم علم تفسیر، علم اسباب نزول، علم مکی و مدنی، علم ناسخ و منسوخ، علم غریب القرآن کے نام سے موسوم کرتے ہیں، یا مجموعی طور پر علوم قرآن کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

۲- دور تدوین

دور تدوین کو ہم نے چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا دور دوسری صدی ہجری پر ختم ہوتا ہے اس دور میں علم تفسیر کے علاوہ دوسرے علوم قرآن شروع نہیں ہوئے تھے۔ دوسرا دور، تیسری صدی ہجری سے شروع ہوتا ہے، جب تفسیر کے علاوہ دوسرے علوم قرآن کی بھی تدوین شروع ہوئی، یہ دور آٹھویں صدی ہجری پر ختم ہوتا ہے، اس میں ہر صدی کی مشہور کتابوں کا ذکر ہے جو اس موضوع پر لکھی گئیں۔ تیسرا دور، آٹھویں صدی ہجری سے شروع ہو کر نویں صدی ہجری پر ختم ہوتا ہے۔ اس دور میں علوم قرآن میں بہت سے جدید علوم داخل ہوئے جیسے امثال القرآن اور جدل القرآن وغیرہ۔ چوتھا دور: دسویں صدی ہجری سے شروع ہوتا ہے اور موجودہ زمانہ کو بھی شامل ہے، یہ دور اخیر ہے۔

الف: پہلا دور

جب علوم کی تدوین کا دور شروع ہوا تو سب سے پہلے علم تفسیر کو مدوّن کیا گیا کہ وہ تمام علوم قرآنیہ کی اصل اور بنیاد ہے، دوسری صدی ہجری کے جن علماء کرام نے اس فن کی طرف توجہ کی اور اس میں کتابیں تصنیف کیں، ان میں سر فہرست شعبہ بن الحجاج، محدث بصرہ، سفیان عیینہ جو اہل حجاز کے تفسیر و حدیث میں امام کہلاتے ہیں، اور وکیل بن الجراح جو عبداللہ بن المبارکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے استاد ہیں، ان حضرات نے علم تفسیر سے شغل رکھا، ان کی تفسیرات صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے اقوال و آراء کی جامع ہیں، پھر انہیں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ابن جریر طبری (متوفی ۳۱۰ھ) نے اپنی تفسیر لکھی، جس میں احادیث صحیحہ، اعراب، استنباطِ مسائل کا ذکر کیا وہ نہج جس کو ابن جریر طبری اور اس سے پہلے کے مفسرین نے اختیار کیا یعنی صحابہ کرام اور تابعین کے اقوال و آراء اکتفا کیا تفسیر کے اس طرز کو تفسیر بالماثور کہا جاتا ہے، اسی دور میں تفسیر کا دوسرا نہج بھی شروع ہوا جس کو تفسیر بالرائے کہا جاتا ہے، پھر قرآن کی مختلف تفسیریں لکھی گئیں، کسی نے مکمل قرآن کی تفسیر لکھی، کسی نے ایک جز ایک سورہ کی اور کسی نے خاص خاص آیتوں کی مثلاً تفسیر آیات الاحکام جس کو تفسیر موضوعی بھی کہا جاتا ہے۔

ب: دوسرا دور

اس دور میں تفسیر کے علاوہ دوسرے علوم قرآن کی تصنیف و تالیف ہوئی اور علماء کرام نے خاص طور پر اس کی طرف توجہ کی۔

(۱) چنانچہ تیسری صدی ہجری میں علی بن المدینی جو امام بخاری کے شیخ ہیں انہوں نے اسباب نزول پر اور ابوعبید القاسم بن سلام نے ناسخ و منسوخ اور قرأت و فضائلِ قرآن پر لکھا اور محمد بن ایوب الفریس (۲۹۴ھ) نے مکی و مدنی سورتوں کے بارے میں لکھا، اور محمد بن خلف بن المرزبان (۳۰۹ھ) نے اپنی کتاب الحادی فی علوم القرآن تصنیف کی، ابن ندیم نے الفہرست میں اس کا ذکر کیا ہے کہ یہ ۲۷ اجزاء پر مشتمل ہے۔

واضح رہے کہ قرآن کے متعلق سارے علوم کے لیے "علوم القرآن" کا لفظ بطور اصطلاح کے سب سے پہلے محمد بن خلف بن المرزبان نے اپنی کتاب، الحادی فی علوم القرآن میں استعمال کیا ہے۔

(۲) چوتھی صدی ہجری میں ابوبکر محمد بن القاسم الانباری (۳۲۸ھ) نے "عجائب علوم القرآن" تالیف کی جس میں فضائل قرآن، قرآن کا سات حرفوں پر نزول، مصاحف کی کتابت سورتوں اور آیتوں کی تعداد نیز کلمات قرآنی کی تعداد پر بحث لکھی، ابوالحسن اشعری نے ایک عمدہ کتاب المختزن فی علوم القرآن کے نام سے لکھی، ابوبکر السجستانی نے فی غریب القرآن اور ابومحمد القصاب محمد بن علی الکرخی نے نکتہ القرآن الدالۃ علی البیان فی انواع العلوم والاحکام المنبئۃ عن اختلاف الانام۔ لکھی اور محمد بن علی الادفوی (۳۸۸ھ) نے الاستغنار یا الاستغناء فی علوم القرآن" بیس جلدوں میں لکھی۔

(۳) پانچویں صدی ہجری میں علی بن ابراہیم بن سعید الحوفی نے البرھان فی علوم القرآن" اور اعراب القرآن" دو کتابیں تصنیف کی ہیں، ابوعمر الدانی (۴۴۴ھ) نے التیسیر فی القراءات السبع"، اور المحکم فی النقط لکھی۔

(۴) چھٹی صدی ہجری میں ابوالقاسم عبدالرحمٰن جو السہیلی کے نام سے مشہور ہیں، انہوں نے ایک کتاب "مبہمات القرآن" لکھی، حاجی خلیفہ نے اپنی کتاب کشف الظنون میں اس کا نام التعریف والاعلام بما ابھم فی القرآن من الاسماء والاعلام بتایا ہے، نام سے کتاب کی غرض و غایت بھی معلوم ہو جاتی ہے، علامہ ابن الجوزی نے بھی دو کتابیں فنون الافنان فی عجائب القرآن، اور المجتبیٰ فی علوم متعلق بالقرآن لکھیں۔

(۵) ساتویں صدی ہجری میں ابن عبدالسلام المعز (۶۶۰ھ) نے مجاز القرآن کے متعلق ایک کتاب لکھی اور علم الدین سخاوی (۶۴۳ھ) نے جمال القراء و کمال الاقراء، ابوشامہ (۶۶۵ھ) نے المرشد الوجیز فیما یتعلق بالقرآن العزیز لکھی۔

(ج) تیسرا دور

اس دور میں سابقہ علوم قرآن کے ساتھ ساتھ علوم قرآن سے متعلق کچھ نئے گوشے رونما ہوئے جیسے بدائع القرآن، حج القرآن اقسام القرآن اور امثال القرآن وغیرہ بدیع کے جو انواع قرآن کریم میں وارد ہوئے ہیں اس موضوع پر ابن ابی الاصبع نے ایک مستقل کتاب لکھی، حجج القرآن یا علم جدل القرآن یعنی قرآن میں براہین اور ادلہ کے جو انواع مذکور ہیں اس موضوع پر نجم الدین طوفی (۷۱۶ھ) نے ایک کتاب لکھی۔ اقسام القرآن پر متقدمین علماء میں سے ابن القیم نے اور متاخرین علماء میں سے مولانا حمید الدین فراہی نے اپنی کتاب امعان فی اقسام

القرآن لکھی، امثال القرآن کی بہت سی مثالیں الاتقان فی علوم القرآن جو علامہ سیوطی کی ہے اس کی ۶۸ ویں نوع میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

آٹھویں صدی ہجری میں بدر الدین زرکشی (۷۹۴ھ) نے البرھان فی علوم القرآن لکھی جو استاذ محمد ابو الفضل ابراہیم کی تحقیق کے ساتھ چار جلدوں میں شائع ہوئی۔

نویں صدی ہجری میں جلال الدین البلقینی نے مواقع العلوم فی مواقع النجوم تصنیف کی، پھر جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) نے التحبیر فی علوم التفسیر اور الاتقان فی علوم القرآن لکھی، مؤخر الذکر کتاب میں البرہان فی علوم القرآن للزرکشی سے بڑی حد تک مدد لی گئی ہے۔

(د) چوتھا دور نویں صدی ہجری کے بعد سے شروع ہوتا ہے، پھر بہت سے علماء نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور مختلف تصنیفات اس موضوع پر دنیا کے سامنے آئیں، کسی نے تاریخ قرآن پر لکھا اور کسی نے علوم القرآن اور متعلقات قرآن پر، شیخ طاہر الجزائری نے البیان لبعض المباحث المتعلقہ بالقرآن، شیخ محمد جمال الدین القاسمی نے محاسن التاویل، شیخ محمد عبد العظیم زرقانی نے مناہل العرفان فی علوم القرآن، اور شیخ محمد علی سلامہ نے منہج القرآن فی علوم القرآن اور عربی زبان وادب کے استاذ کبیر مصطفیٰ صادق الرافعی نے اعجاز القرآن اور استاذ سید قطب نے التصویر الفنی فی القرآن، استاذ مالک بن نبی نے الظاہرۃ القرآنیۃ لکھی جس میں مسئلہ وحی پر بہت عمدہ بحث کی ہے۔

علامہ رشید رضا مصری تفسیر القرآن الحکیم جو تفسیر منار کے نام سے جانی جاتی ہے اس میں بھی علوم قرآن پر بہت کچھ مواد موجود ہے، جدید کتابوں میں ڈاکٹر محمد عبد اللہ دراز کی دو کتابیں النباء العظیم اور نظرات جدیدہ فی القرآن محمد الغزالی کی کتاب نظرات فی القرآن اور استاذ محمد المبارک عمید کلیۃ الشریعہ جامعہ دمشق کی کتاب المنہل الخالد، ڈاکٹر مناع القطان کی کتاب مباحث فی علوم القرآن، ڈاکٹر صبحی الصالح کی کتاب مباحث فی علوم القرآن، شیخ محمد علی الصابونی کی کتاب البیان فی علوم القرآن قابل ذکر ہیں۔

امت اسلامیہ کا دائرہ وسیع ہونے کی وجہ سے عربی زبان کے علاوہ دوسری زبانوں میں بھی اس موضوع پر کتابیں وجود میں آئیں، ہمارے ہندوستانی علماء میں سے شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی کتاب الفوز الکبیر جو اصلاً فارسی زبان میں لکھی گئی ہے وہ علوم قرآن ہی کے موضوع پر ہے، ابھی چند سال ہوئے اس کی عربی زبان میں مولانا سعید احمد صاحب پالن پوری استاذ دار العلوم دیوبند نے العون الکبیر کے نام سے بہت عمدہ شرح لکھی ہے۔

موجودہ زمانہ میں علوم قرآن کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا ہے، سائنس و ٹکنالوجی کی وجہ سے بہت سی چیزوں کا انکشاف اور مختلف چیزوں کی تسخیر دنیا کے سامنے آئی تو بہت سے لوگوں نے قرآن اور تسخیر کائنات کے

(بقیہ صـ ۴۲ پر)